بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿١٧﴾

(القمر:54:17)

مسلمانوں پر قرآن مجید کے

6 حقوق

پہلا حق ایمان بالقرآن

دوسرا حق تلاوت القرآن

تیسرا حق فہم القرآن

چوتھا حق عمل بالقرآن

پانچواں حق تبلیغ القرآن

چھٹا حق نفاذ القرآن

مرتب
محمد عمر خان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مسلمانوں پر قرآن مجید کے چھ (6) حقوق

قرآن مجید صرف 2 گتوں کی جلد میں بند ایک کتاب نہیں ہے بلکہ ایک مکمل نظام حیات ہے جو کہ انسانوں کی ہدایت کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا۔ اسکے ساتھ ہمارا تعلق کیسا ہے اور کیسا ہونا چاہئے؟ اس کو سمجھنے کیلئے یہ کتابچہ مرتب کیا گیا ہے۔

سوچیے! اگر ساڑھے چودہ سو سال قبل اس کتاب نے بھیڑ بکریاں چرانے والوں کو دنیا کا امام بنا دیا تھا تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آج اس کتاب کی حامل امت مسلمہ کو اتنا ذلیل و خوار کیوں ہونا پڑ رہا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اس کتاب کے جو حقوق ہم پر عائد ہوتے ہیں ان کا نہ ہمیں علم ہے اور نہ ہی ہم وہ ادا کر پا رہے ہیں۔

جہاں تک قرآن کے مقام و مرتبہ، عظمت اور شان کا تعلق ہے اس سے صحیح واقف تو اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہو سکتی ہے جس کا یہ کلام ہے اور اسکے بعد اسکی حقیقی قدر و قیمت سے آگاہ صرف رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہی ہو سکتی ہے جن پر یہ مبارک کلام نازل ہوا۔ لیکن امت مسلمہ کا ایک فرد ہونے کی حیثیت سے ہمارے اوپر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم:

(i) پوری دیانتداری کے ساتھ یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ قرآن مجید کے وہ کون سے حقوق ہیں جو ہم پر عائد ہوتے ہیں۔

(ii) پھر یہ جائزہ لیں کہ ہم ان حقوق کو ادا کر بھی رہے ہیں یا نہیں۔ اگر ادا کر رہے ہیں تو اللہ کا شکر ادا کریں اور اگر نہیں! تو پھر ہم ان حقوق کی ادائیگی کی فکر کریں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَتۡكُمۡ مَّوۡعِظَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوۡرِ ۙ وَهُدًی وَّرَحۡمَةٌ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۵۷﴾ قُلۡ بِفَضۡلِ اللّٰهِ وَبِرَحۡمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلۡیَفۡرَحُوۡا ؕ هُوَ خَیۡرٌ مِّمَّا یَجۡمَعُوۡنَ ﴿۵۸﴾ (10: یونس: 58-57)

لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آ چکی ہے۔ یہ (وہ چیز ہے جو) دلوں کے امراض کی شفاء اور مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔ (اے نبی ﷺ) آپ لوگوں سے کہئے کہ (اس کتاب کا نازل ہونا) اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی ہے، لہٰذا انھیں اس پر خوش ہو جانا چاہئے۔ یہ ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جو وہ جمع کر رہے ہیں۔

الٓرٰ ۟ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ۬ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ﴿۱﴾

ا۔ل۔ر،اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے تمہاری طرف نازل کیا ہے تا کہ تم لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاؤ، ان کے رب کی توفیق سے، اس رب کے راستے پر جو زبردست اوراپنی ذات میں آپ محمود ہے۔ (14:ابراہیم:1)

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۙ﴿۹﴾ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۰﴾

یہ قرآن تو وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور جو لوگ ایمان لاتے اور نیک عمل کرتے ہیں انھیں بشارت دیتا ہے کہ ان کے لئے ،بہت بڑا اجر ہے۔اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کیلئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (17:بنی اسرائیل:10-9)

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۱﴾

ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے لوگوں کو سمجھایا کہ ہوش میں آجائیں مگر وہ حق سے اور زیادہ دور بھاگے جارہے ہیں۔ (17:بنی اسرائیل:41)

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾ (47:محمد:24)

کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل چڑھے ہوئے ہیں۔

اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۱۹﴾

یہ (قرآن) یقیناً ایک نصیحت ہے اب جو چاہے وہ اپنے پروردگار کی طرف (جانے والی) راہ اختیار کرلے۔ (73:مزمل:19)

موجودہ دور میں قرآن مجید سے ہمارا تعلق

ہمارا اس وقت قرآن مجید سے تعلق صرف برکت کے طور پر ہے حتیٰ کہ ہمارے ملک کی ایک فلمی اداکارہ یا اداکار اگر اپنی فلم کا افتتاح کرتا ہے تو اس پروگرام کا آغاز قرآن کی تلاوت سے کیا جاتا ہے۔ ہمارے سکول سے لے کر کالج اور یونیورسٹیوں تک میں

میوزیکل شو جب منعقد ہوتے ہیں تو ان کا آغاز بھی تلاوت قرآن سے ہوتا ہے۔ ہم نے اس کتاب کو، جو کہ درحقیقت ہدایت کی کتاب ہے، اس کو ''کتاب مقدس'' سمجھ لیا ہے جس سے عموماً مندرجہ ذیل کام لئے جا رہے ہیں۔

(1) دم درود اور تعویز گنڈے کیلئے (2) برکت کیلئے/صرف ثواب کے لئے
(3) موت کی سختیوں سے نجات پانے کیلئے (4) مردے بخشوانے کے لئے
(5) حلف اٹھانے کے لئے (6) افتتاح کے موقع پر
(7) دلہن کی رخصتی کے موقع پر (8) بیماری ختم کرنے کے لئے
(9) جنات بھگانے اور بلاؤں کو دور کرنے کے لئے

❋ آیئے دیکھتے ہیں کہ اس کتاب کے وہ کون سے حقوق ہیں جو ہم پر عائد ہوتے ہیں:

(1) ایمان بالقرآن (2) تلاوت القرآن
(3) فہم القرآن (4) عمل بالقرآن
(5) تبلیغ القرآن (6) نفاذ القرآن

پہلا حق......ایمان بالقرآن

ایمان کی اقسام: ایمان کے تین اجزاء ہیں۔ ایک ہے: ''اقرار باللسان'' یعنی زبان سے اقرار کرنا۔ دوسرا ہے: ''تصدیق بالقلب''، یعنی دل کی گہرائی سے تصدیق کرنا اور تیسرا ہے: ''عمل بالجوارح''، یعنی اعضاء کے ذریعہ عمل کرنا۔

اقرار باللسان: دنیا میں اس وقت مسلمانوں کی آبادی تقریباً ایک ارب 30 کروڑ سے زائد ہے۔ مسلمان زبانی کلامی یعنی (اقرار باللسان) کی حد تک تو اس کا حق ادا کر رہے ہیں۔ یعنی یہ کتاب ''قرآن مجید'' اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ پر آہستہ آہستہ کر کے نازل کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں کچھ احکامات ایسے ہیں کہ جن کو کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور کچھ ایسے احکامات ہیں جن سے منع کیا گیا ہے۔ پچھلی قوموں کا ذکر، ان پر انعامات اور عذاب کا ذکر، قیامت، دوزخ، جنت کے احوال وغیرہ سے متعلق آیات ہیں۔

تصدیق بالقلب

یعنی دل سے اس کو تسلیم کیا جائے۔ قرآن پر سب سے پہلے ایمان خود رسول اللہ ﷺ

لائے اور پھر صحابہ کرام ایمان لائے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ

ایمان لائے رسول ﷺ اس پر جو نازل کیا گیا انکی جانب اور (ان کے ساتھی) مومنین (اہل ایمان بھی) یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (2:البقرۃ:285)

''اقرار باللسان'' کے ساتھ ساتھ جب کسی چیز پر ایمان ''تصدیق بالقلب'' کے تحت لایا جاتا ہے تو اس کے دو نتائج پیدا ہوتے ہیں۔

(i) ایک تو یہ کہ اس چیز کا احترام بڑھ جاتا ہے اور اس سے گہری محبت پیدا ہو جاتی ہے۔

(ii) دوسرا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان کا رویہ اس طرح ہو جاتا ہے کہ انسان کا عمل اس کے قول کے مطابق ہو جاتا ہے۔ (یعنی عملی طور پر وہ اپنے آپ کو تبدیل کر لیتا ہے)

یہ اسی احترام اور محبت کا نتیجہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ رات کا اکثر حصہ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہو کر قرآن پڑھتے ہوئے گزارتے تھے حتیٰ کہ آپ کے پاؤں مبارک پر ورم آ جایا کرتا تھا اور پھر یہی طریقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قرآن سے محبت اور لگاؤ کا یہ عالم تھا کہ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہفتہ یا دس روز میں ایک بار ضرور قرآن مکمل پڑھ لیا کرتے تھے اور کبھی کبھی رسول اللہ ﷺ جن پر یہ قرآن نازل ہوا تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمائش کر کے سنا بھی کرتے تھے اور بسا اوقات شدتِ جذبات سے آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بھی بہہ نکلتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا آمَنَ بِالْقُرْآنِ مَنِ اسْتَحَلَّ مَحَارِمَهُ

وہ شخص قرآن پر (قلبی) ایمان ہی نہیں لایا جس نے اس کے حرام کردہ کاموں کو حلال ٹھہرا لیا ہو۔ (ترمذی:2918)

موجودہ دور میں ہمارا ایمان قرآن مجید پر اس حد تک ہے کہ احتراماً اس کو چومتے ہیں۔ آنکھوں سے لگاتے ہیں۔ بہت اونچی جگہ پر رکھتے ہیں اور اس کی طرف پیٹھ نہیں کرتے، خوبصورت غلافوں میں رکھتے اور خوشبو لگاتے ہیں وغیرہ۔ لیکن دراصل حقیقی ایمان اور احترام وہی ہے جو درج بالا حدیث سے واضح ہے یعنی اس میں جو احکامات ہیں ان کو بجالایا جائے اور جن چیزوں سے روکا گیا ہے ان سے رک جایا جائے۔

ہماری قرآن سے دوری اور بے توجہی کا سبب دراصل **قلبی ایمان کی کمی** ہے۔ ہمارے دلوں میں (بلحاظ عمل) اس کی کوئی عظمت نہیں۔ نہ اس کو پڑھنے پر ہماری طبیعت آمادہ ہوتی ہے اور نہ اس پر غور وفکر کی کوئی رغبت ہم اپنے اندر پاتے ہیں۔

دوسرا حق......تلاوت القرآن

زبانی اقرار اور دل سے یقین کر لینے کے بعد دوسرا حق یہ ہے کہ ہم اسکی تلاوت کریں۔
قرآن مجید کو پڑھنے کے لئے "تلاوت" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔
تلاوت کا لفظ ماخوذ ہے: **تَلَا ، يَتْلُو** سے جس کا مطلب ہے، پیچھے پیچھے چلنا، قدم بقدم چلنا، پیروی کرنا۔ اس وقت دنیا کی کوئی قوم بھی اپنے مذہب کی کتاب یونہی بے سوچے سمجھے نہیں پڑھتی سوائے مسلمان قوم کے۔
قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنے سے ہی تلاوت کا حق ادا ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بے سوچے سمجھے پڑھنے سے بھی ثواب تو ضرور مل جاتا ہے لیکن اس کا معنی ومفہوم معلوم نہ ہونیکی وجہ سے جو نتائج نکلنے چاہئیں اس سے ہم محروم رہ جاتے ہیں اور ہم اسکے احکامات پر عمل نہیں کر پاتے اور سمندر سے چند قطرے حاصل کر کے اپنے آپ کو مطمئن کر لیتے ہیں۔
✻ ہم تلاوت کرتے ہوئے مندرجہ ذیل نکات کو ملحوظ خاطر رکھیں۔

① **ظاھری وباطنی آداب**:۔ انسان پاک صاف، باوضو ہو کر قبلہ رخ بیٹھ کر تلاوت کرے اور اسکا آغاز تعوذ **أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ** سے کرے۔ خشوع خضوع اور رجوع الی اللہ کے ساتھ تلاوت کرے اور دوران تلاوت دل میں ہدایت کی طلب ہو اور اپنے آپ کو بدلنے کا مصمم ارادہ ہو۔

② **تجوید**:۔ قرآن کو تجوید سے پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ حروف کی شناخت ہونی چاہئے۔ حروف کے مخارج کا صحیح علم ہو کہ کونسا حرف موٹا پڑھنا ہے اور کونسا باریک اور منہ، زبان یا حلق کے ساتھ الفاظ کی ادائیگی کی کیا کیا صورت ہوتی ہے اور ہر لفظ کو اس کے مخرج سے ادا کیا جائے۔

③ **ترتیل**:۔ ترتیل سے مراد انتہائی اطمینان اور سکون کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر قرآن مجید کی تلاوت کرنا ہے۔ اس سے قلب پر اثرات مرتب ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا: وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ؕ
قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔ (مزمل:73:4)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک صحابی کا گزر ایک ایسے شخص پر ہوا جو قرآن مجید اس طرح پڑھ رہا تھا کہ ایک آیت بار بار پڑھتا جاتا تھا اور روتا جاتا تھا۔ اس صحابی نے فرمایا ''کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا قولِ مبارک وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ؕ نہیں سنا۔ (اس شخص کے قرآن مجید پڑھنے کا انداز) دیکھ لو یہ ہے ترتیل۔
(مصنف ابن ابی شیبہ:35543)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ

جو شخص قرآن کو خوش الحانی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ (ابوداؤد:1469)

④ گانے یا نوحہ کی طرز پر تلاوت کرنے سے اجتناب:۔

قرآن مجید کو فطری انداز میں پڑھنا چاہئے۔ گانے کے انداز میں یا نوحہ بین کرنے کی طرز پر قرآن مجید کی تلاوت کرنا ممنوع ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن عربوں کے لہجے اور آوازوں میں پڑھا کرو۔ خبردار عشق بازلوگوں کے لہجوں سے اور اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے لہجوں سے بچ کر رہنا۔ میرے بعد کچھ لوگ آئیں گے۔ وہ قرآن کو پڑھنے کا انداز گانے کی طرز پر اور نوحہ اور بین کرنے کی طرز پر اختیار کریں گے۔ یہ قرآن ان کے حلق سے آگے نہیں بڑھے گا۔ ان کے دل فتنہ میں پڑے ہوں گے اور ان لوگوں کے دل بھی جن کو ان کی یہ طرزِ ادا بھائے گی۔ (شعب الایمان للبیہقی:2406)

⑤ باقاعدہ تلاوت:۔ جس طرح ہم کوئی رسالہ یا اخبار وغیرہ پڑھ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ قرآن کیساتھ ہمارا یہ طرزِ عمل نہیں ہونا چاہئے۔ یہ ایک بار پڑھ لینے والی کتاب نہیں ہے۔ بلکہ بار بار اور ہمیشہ پڑھنے والی کتاب ہے۔ جس طرح انسانی جسم ہر چند گھنٹے بعد غذا کا محتاج ہو جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح ہماری روح کو بھی غذا کی ضرورت ہوتی ہے اور روحِ انسانی کی غذا ''**قرآن مجید کی تلاوت**'' ہے۔

⑥ **خوش الحانی**:۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے کہ وہ کسی شخص کو آواز میں خوش الحانی عطا فرمائے۔ اب ہر فرد کا اپنا ذوق ہے کہ وہ اس آواز سے گانا گانا شروع کر دے اور بہترین گلوکار بن جائے یا قرآن کا بہترین قاری بن جائے۔ اچھی آواز ہر ایک کو بھاتی ہے اور اس آواز سے قرآن مجید پڑھا جائے تو ایک مومن کو جو حقیقی تسکین حاصل ہوتی ہے اس کا اندازہ یا تو پڑھنے والا ہی لگا سکتا ہے یا پھر سننے والا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ**

قرآن مجید کو اپنی آوازوں سے زینت دو (حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ، سنن نسائی:1016)

⑦ **حفظ**:۔ قرآن کو زیادہ سے زیادہ حفظ کیا جائے اگر پورا قرآن حفظ نہ ہو تو چند بڑی بڑی سورتیں اور خاص خاص اہم آیات ضرور یاد کرنی چاہئیں جو ہم نمازوں اور تہجد کی نماز میں تلاوت کر سکیں۔ آج کل مدرسوں میں حفاظ کی اکثریت غربا کی ہوتی ہے جبکہ امراء قرآن مجید کی طرف توجہ بالکل نہیں کرتے حالانکہ یہ غربا کے ساتھ ساتھ امراء کی بھی ضرورت ہے۔ لیکن اس بات کا بھی خیال رکھا جائے کہ حفظ کرنے کے بعد اس کو بھلا نہ دیا جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، جس طرح اونٹ کا بچہ رسی سے چھوٹ جائے تو بھاگ کھڑا ہوتا ہے، اسی طرح اگر قرآن کو چھوڑ دیا جائے تو یہ اس سے بھی زیادہ تیزی سے انسان سے جدا ہو جاتا ہے (بخاری:5033)

⑧ **باترجمہ تلاوت**:۔ اگر ہم قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ اس کا ترجمہ بھی پڑھ لیا کریں تو تلاوت کا حق کسی حد تک ادا ہو جائے گا۔ اس کیلئے با محاورہ یا ترجمہ والا قرآن پڑھا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ البتہ جو لوگ صرف ترجمہ پڑھ لیتے ہیں اور عربی متن کو نظر انداز کرتے ہیں ان کا طریقہ درست نہیں کیونکہ ''ترجمہ'' قرآن کے اصل عربی الفاظ کا بدل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے عربی متن کو ضرور پڑھا جائے۔

تیسرا حق......فہم القرآن

قرآن مجید کی ہر سورۃ میں اور ہر آیت کے اندر معارف و معانی اور علم و حکمت کا ایک سمندر موجود ہے۔ قرآن مجید میں فہم کے حوالے سے تین الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

پہلا ''**تفکّر**'' دوسرا ''**تذکّر**'' تیسرا ''**تدبّر**''

① **تفکّر**:۔ یہ لفظ نکلا ہے ''فکر'' سے۔فکر کیا ہوتی ہے؟ مثلاً جب کسی شخص کا بچہ بیمار ہو جائے تو اسے اس کی صحتمندی کی ''فکر'' لگ جاتی ہے۔

❋ کسی کو اپنے کیریئر کی ''فکر'' لگی ہے۔ ❋ کسی باپ کو اپنی بچیوں کی شادی کی ''فکر'' ہے۔

غرض آدمی کو جس کام کی فکر لگ جائے وہ مسلسل اسی کام میں لگا رہتا ہے۔ اپنا مال، اپنی جان، اپنی تمام صلاحیتیں اور اپنے اوقات اس مقصد کے حصول کے لئے لگا دیتا ہے۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات میں بیان کردہ احکامات کو بجالانے کیلئے تفکر کرتے ہیں اور مسلسل اسکی گہرائیوں میں اتر کر اسماء وصفات باری تعالیٰ اور اوامر و نواہی کو تلاش کرتے ہیں تو ان پر نئے نئے عجائبات کا ظہور ہوتا ہے۔قرآن مجید میں تفکر کے حوالے سے فرمایا:

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ (10:یونس:24)

اسی طرح ہم کھولتے ہیں اپنی آیات ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں

② **تذکّر**: اللہ تعالیٰ نے تذکیر کے لحاظ سے قرآن کو آسان ترین بنا دیا ہے۔قرآن مجید میں ایک ہی سورۃ میں **4** مرتبہ اس کا ذکر آیا۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾ ﴿۲۲﴾ ﴿۳۲﴾ ﴿۴۰﴾

یعنی ہم نے قرآن کو ذکر کے لئے (نصیحت کے لئے) آسان بنا دیا ہے تو ہے کوئی اس سے فائدہ اٹھانے والا۔ (54:القمر:17،22،32،40)

اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ قرآن مجید ایک مشکل کتاب ہے۔اس لئے اسکو ترجمہ وتفسیر سے پڑھنے کے بجائے صرف تلاوت کی حد تک رکھا جائے جبکہ اسکے برعکس قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ ہر شخص اپنے شوق اپنی فطری استعداد، ذہنی ساخت، افتادِ طبع، علمی صلاحیت، ذوقِ تحقیق اور جستجو کے مطابق اس کو سمجھ سکتا ہے اور فائدہ اٹھا سکتا ہے بشرطیکہ وہ سلیم فطرت ہو اس کے دل میں ٹیڑھ اور کجی نہ ہو۔

③ **تدبّر**:۔ تدبر کا معنی ہے کہ قرآن مجید کا گہرے غور و فکر سے مطالعہ کیا جائے۔

بے شک یہ ایک انتہائی مشکل کام ہے اس کے لئے علم و حکمت کی گہرائیوں میں غوطہ زنی کرنی پڑتی ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۹﴾

جو کتاب ہم نے آپکی طرف نازل کی ہے بڑی برکت والی ہے تا کہ لوگ اسکی آیات میں تدبر (غور وفکر) کریں اور اہل عقل ودانش اس سے سبق حاصل کریں۔ (38:ص:29)

اس کے برعکس جو لوگ تدبر اور غور وفکر نہیں کر رہے ہیں ان سے اللہ تعالیٰ کا ان الفاظ میں گلہ/شکوہ بھی موجود ہے۔

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾

کیا یہ لوگ قرآن پر تدبر (غور وفکر) نہیں کرتے؟ یا انکے دلوں پر قفل (تالے) لگے ہوئے ہیں۔ (47:محمد:24)

بہر حال تدبر کے لئے یہ بات بھی نہایت ضروری ہے کہ عربی زبان کے قواعد، صرف ونحو پر عبور ہونا چاہئے۔ پھر علوم الحدیث کے ساتھ احادیث کے تمام ذخیرے پر انسان کی گہری نظر ہو تو تدبر کے ذریعے قرآن کو سمجھا جا سکتا ہے۔ دوسری طرف باطل نظام کے پھیلائے ہوئے غلط افکار ونظریات کا توڑ اس کے بغیر ممکن نہیں کہ آدمی منطق وفلسفہ، الہیات و مابعد الطبعیات، اخلاقیات ونفسیات و دیگر علوم عمرانی اور جدید علوم پر بھی عبور رکھتا ہو پھر قرآن پر تدبر کر کے ان باطل افکار ونظریات پر کاری ضرب لگا سکتا ہے۔

چوتھا حق......عمل بالقرآن

قرآن مجید کا چوتھا حق یہ ہے کہ ہم اس قرآن کو جتنا سمجھ چکے ہیں اس کو صرف پڑھنے کی حد تک یا ثواب حاصل کرنے کی حد تک نہ رکھیں بلکہ اس کو اپنے عمل میں لائیں۔ اپنی زندگی کا رہنما بنائیں اور اس کے مطابق اپنی پوری زندگی گزارنے کا تہیہ کریں۔

عمل بالقرآن کے دو پہلو: عمل بالقرآن کے دو پہلو ہیں۔ ایک ''انفرادی'' اور دوسرا ''اجتماعی''...... **''انفرادی پہلو''** یہ ہے کہ قرآن مجید کے ایسے تمام احکامات جو انسان کی انفرادی اور نجی زندگی سے متعلق ہیں یا جن پر عمل کا اختیار انسان کو فی الفور حاصل ہو جاتا ہے۔ ان کو عمل میں لانے کا ہر انسان اسی وقت مکلف ہو جاتا ہے جس وقت وہ اس کے علم میں آ جائیں اس میں کسی قسم کی تاخیر کا جواز بے معنی ہے اگر ان احکامات کی تعمیل

میں وہ کوشش نہیں کرتا تو جرم عظیم کا مرتکب ہوتا ہے۔مثلاً وہ فوری طور پر جھوٹ، بدعہدی، بغض، حسد، کینہ وغیرہ جیسی بے شمار عادتوں کو چھوڑ سکتا ہے اور اپنے نفس پر قابو پا سکتا ہے۔

''**اجتماعی پہلو**'' دوسرے جو احکامات اجتماعی معاملات سے تعلق رکھتے ہیں اور ایک فرد کو کلی اختیار حاصل نہیں ہوتا۔وہ انفرادی طور پر اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دہ بھی نہیں ہے البتہ اس چیز کا ضرور مکلّف ہے کہ اپنی ممکنہ حد تک حالات کو بدلنے کی جدوجہد کرے، فاسد نظام کو بدلے اور اس گروہ یا جماعت کا مکمل طور پر ساتھ دے جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا کام کر رہی ہو تب ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں نجات کی شکل پیدا ہو سکتی ہے۔ایسا نہ ہو کہ انسان ایسی جدوجہد کسی مرحلے میں بھی نہ کرے اور جماعتی زندگی کی بجائے انفرادی زندگی کو ترجیح دے رہا ہو اور صرف اپنی زندگی کی بقا اور صرف اپنے بال بچوں کی پرورش میں ہی لگا رہے۔

❋ ہم سب لوگ اپنا اپنا جائزہ لیں کہ ہم دنیاوی علوم کو حاصل کرنے کیلئے کتنی موٹی موٹی کتب پڑھتے ہیں۔کتابوں کی خریداری پر کتنی خطیر رقم خرچ کرتے ہیں اور ہم **Tutor** رکھتے ہیں اور غیر ملکی زبانوں پر عبور حاصل کرنے، ترجمہ اور مفہوم سمجھنے کیلئے کتنے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔ لیکن ''قرآن مجید'' کتابِ ہدایت جو ہماری پوری دنیاوی اور اخروی زندگی پر محیط ہے، کو سمجھنے کی کتنی کوشش کرتے ہیں؟ کتنی رقم خرچ کرتے ہیں کتنا وقت لگاتے ہیں اور عربی سیکھنے کیلئے کہاں کہاں تک جاتے ہیں؟ ایسا نہ ہو کہ ہم قرآن کو ثواب کی نیت سے زندگی بھر پڑھتے رہیں اور سب کچھ پڑھ لینے کے باوجود قرآن کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پوری زندگی اس کے خلاف عمل کرتے رہیں تو سوچئے! ہمارا آخرت میں انجام کیا ہوگا؟

پانچواں حق......تبلیغ القرآن

قرآن مجید کے احکامات و تعلیمات کو آگے ''پہنچانے'' کے لئے قرآن حکیم کی اصل اور جامع اصطلاح ''تبلیغ'' ہے جس طرح نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ فرض ہیں بالکل اسی طرح اس دین کو جو کہ ''قرآن'' اور ''سنت رسول ﷺ'' پر مشتمل ہے، اس کو امت مسلمہ کے فرد ہونے کی حیثیت سے دوسرے لوگوں تک پہنچانا **ہمارے اوپر فرض ہے** البتہ اس کے مختلف طریقے ہیں۔

قولی تبلیغ: مثلاً لوگوں کو قرآن مجید کی تجوید، ترجمہ اور تشریح سکھانا،
نیز درس قرآن وحدیث کے ذریعہ ان تک اس کے احکامات کو پہنچانا

تحریری تبلیغ: مثلاً قرآن مجید کے مختلف موضوعات پر تحریری مواد جمع کر کے لوگوں تک پہنچانا۔ اس میں ترجمہ قرآن، تفاسیر اور لٹریچر بھی شامل ہے۔

عملی تبلیغ: مثلاً قرآن کے احکامات کے تحت اپنے عمل کو بدل کر دوسروں کے لئے عملی نمونہ بننا۔

❋ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ**
یعنی تم میں بہترین وہ لوگ ہیں جو اس قرآن کو سیکھیں اور دوسروں کو سکھائیں (بخاری: **5027**)

حجۃ الوداع کے ایک خطبہ کے بعد فرمایا کہ "**أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الْغَائِبَ**" خبردار (سن لو) جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ اب (اس قرآن کے پیغام کو) ان لوگوں تک پہنچائیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ (بخاری: **105**)

❋ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "**بَلِّغُوْا عَنِّي وَلَوْ آيَةً**" یعنی ایک بھی بات اگر تمہارے علم میں آجائے تو دوسروں تک پہنچاؤ۔ (بخاری: **3461**)

❋ سب سے پہلے انسان اپنی ذات میں تبدیلی لائے پھر اپنے گھر میں تبدیلی لائے۔ پھر اپنے محلہ اور علاقے میں حکمت کے ساتھ اس کی تبلیغ کرے۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ نے کسی بڑے عہدے پر فائز کیا ہے یا صاحبِ منصب بنایا ہے تو ملک وقوم کو اس کی طرف متوجہ کرے اور اپنے دل میں پوری انسانیت کا درد رکھے۔ اس کام میں ہر شخص درس وتدریس، تقریروں اور تحریروں کے علاوہ بذریعہ ویڈیو، آڈیو، ریڈیو، **TV**، موبائل، انٹرنیٹ اور کیبل جیسا میڈیا بھی استعمال کر کے اس فرض کو نبھائے۔

چھٹا حق......نفاذ القرآن

ہمارے ہاں پہلے پانچ حقوق پر کسی نہ کسی حد تک عمل ہو رہا ہے لیکن قرآن کے احکامات کو عملی طور پر (علاقائی، صوبائی اور ملکی سطح پر) نافذ کرنے اور اسکے مطابق اپنے ملک یا پوری دنیا میں ایک عادلانہ نظام کو برپا کرنے کی جدوجہد کرنے کا عمل، نہ ہونے کے برابر ہے۔

حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد اس دینِ حق کو باقی تمام ادیان پر غالب کر دینا تھا۔ جیسا کہ اس آیت سے واضح ہے:

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

اللہ وہ ہستی ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو الہدیٰ اور دین حق دیکر بھیجا تا کہ وہ تمام باطل نظریات اور ادیان کو ختم کر کے دین حق کو غالب کر دے۔ (9:التوبہ:33)

باقی جتنے حقوق بھی پہلے بیان ہو چکے ہیں وہ کسی نہ کسی حد تک انفرادی حیثیت میں بھی ادا ہو سکتے ہیں اور اجتماعی حیثیت میں بھی لیکن یہ چھٹا حق انفرادی حیثیت سے ادا نہیں ہو سکتا۔ اس کیلئے ایک با قاعدہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کو سامنے رکھ کر قرآن وحدیث کے تحت تربیتی مراحل سے گزری ہوئی) منظم انقلابی جماعت کی ضرورت پڑتی ہے۔

نفاذ القرآن کیا ھے: کسی ریاست یا ملک میں یا تو قرآن کے احکامات کے مطابق نظام نافذ ہوگا یا پھر نہیں ہوگا۔ یہاں دونوں صورتوں کا جائزہ لیتے ہیں۔

اگر کسی ملک میں قرآن کے احکامات نافذ نہیں ہوں گے تو وہاں کیا ہوگا

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا ہے۔ (9:التوبہ:31)

"اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ" کا نظام ہوگا (یعنی اللہ کے سوا رب) نتیجتاً مندرجہ ذیل تین بڑے گروہ/طبقات ملکی سطح پر اس نظام کو مکمل طور پر جکڑے ہوئے ہونگے

① ان میں ایک طبقہ "**ارباب اقتدار**" کا ہوتا ہے یہ بیوروکریٹس اور اپنی تشکیل کی ہوئی کابینہ کے ذریعہ حکمرانی کر رہا ہوتا ہے۔

② دوسرا طبقہ "**ارباب معیشت**" کا ہوتا ہے۔ اس میں سرمایہ دار اور جاگیردار افراد کا ٹولہ ہوتا ہے اور یہ ہر لحاظ سے ارباب اقتدار کی مالی مدد کر کے ملک کو چلانے کا باعث بنتا ہے۔ اس میں خاص بات یہ ہوتی ہے کہ یہ دونوں طبقے (سرمایہ دار/ جاگیردار) غریب عوام کا خون چوس کر دولت اکٹھی کرتے ہیں۔

(۳) تیسرا طبقہ ''**ارباب مذہب**'' کہلاتا ہے یہ علماسو (درباری علماء) پر مشتمل ہوتا ہے اور مذہب کی بنیاد پر افراد کی ایک بہت بڑی تعداد کو حکومت کا ہم نوا بناتا ہے۔ ان کو دین کا صحیح مفہوم دینے کی بجائے ایسے رخ اختیار کرواتا ہے کہ جس کے ذریعے عوام الناس کے ذہنوں کو صرف عبادات کے دائرہ میں مقید کر دیا جائے۔

❋ اب ان تینوں کے گٹھ جوڑ سے جو نتائج، تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں وہ یہ ہیں۔

پہلی تبدیلی یہ ہوتی ہے کہ افراد بنیادی حقوق سے محروم ہو جاتے ہیں دولت چند ہاتھوں میں اکٹھی ہو جاتی ہے۔ عوام الناس کی حق تلفی ہوتی ہے اور امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہوتا چلا جاتا ہے۔

دوسری تبدیلی اس طرح ہوتی ہے کہ ظلم زیادتی، معصوم بچے اور بچیوں کا اغواء، قتل، اغوابرائے تاوان جیسے ناسور معاشرے میں پرورش پانا شروع ہو جاتے ہیں۔

تیسری تبدیلی یہ پیدا ہوتی ہے کہ فحاشی عریانی کا دور دورہ ہوتا ہے، زنا کی رغبت مختلف انداز میں بڑھ جاتی ہے اور بے حیائی عام ہو جاتی ہے۔

جب اسلام صرف بطور مذہب

اختیار کیا جاتا ہے تو چار نکات پر توجہ دی جاتی ہے۔

(۱) عقیدے پر زور دیا جاتا ہے۔

(۲) عبادات کا نظام (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) رائج ہوتا ہے۔

(۳) مسئلہ مسائل پر گفتگو ہوتی ہے۔

(۴) رسم ورواج پر توجہ دی جاتی ہے۔

اب ہم اس کا دوسرا رخ دیکھتے ہیں کہ

اگر ''**قرآن کا مکمل نظام**'' نافذ ہو تو کیا صورتحال ہوتی ہے۔

❋ ایک عادلانہ نظام وجود میں آتا ہے ظلم کا خاتمہ ہوتا ہے اور اسلام ''بطور مذہب'' نہیں بلکہ ''بطور دین'' نافذ ہوتا ہے۔

جب اسلام بطور دین نافذ کیا جاتا ہے تو

(۱) مذہب کے دائرہ کار میں موجود تمام چاروں کام بھی قرآن وسنت کے تحت سرانجام پاتے ہیں

(۲) **نظام سیاست** قرآن وسنت (میں بیان کردہ اصولوں) کے مطابق ہوتا ہے

(۳) **نظام معیشت** کا دارومدار بھی قرآن وحدیث پر مبنی احکامات پر ہوتا ہے۔

(۴) **نظام معاشرت** یعنی خاندانی نظام بھی انہی اصولوں پر مبنی ہوتا ہے جو اصول قرآن مجید میں اور احادیث میں موجود ہیں۔

(۵) **نظام عدل** اس ملک یا ریاست میں ایسا ہوتا ہے جس سے ایک غریب اور امیر کا فرق ختم ہو جاتا ہے اور ہر ایک کو پورا پورا انصاف ملتا ہے۔

(۶) **نظام تعلیم** جو مندرجہ بالا تمام نظاموں کو جڑ اور بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اس کا تعلق بھی قرآن اور سنت رسول ﷺ سے اس انداز سے ہوتا ہے کہ جو فرد بھی تعلیم حاصل کرے خواہ وہ سائنس دان بنے یا معیشت دان، سیاست دان بنے یا جج بنے اس کی سوچ قرآن وحدیث کی رو سے دینی واسلامی بن جاتی ہے۔

خلاصہ: جب یہ تمام نظام رائج ہو جائیں تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس ملک میں قرآن کے احکامات کے مطابق نظام موجود ہے اور اس کو "**نفاذ القرآن**" کہتے ہیں۔

یہ تمام کام اسی وقت ہو سکتے ہیں جب ہم قرآن کو ان مقاصد کے حصول کیلئے پڑھیں گے لیکن ہم تو اس سے وہ تمام کام لے رہے ہیں جو اس مضمون کے آغاز (صفحہ:3) میں درج ہیں

سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا اس ملک میں کام کرنے والی دینی جماعتیں مندرجہ بالا مقاصد کے حصول کیلئے کام کر رہی ہیں؟ اور کیا وہ اپنے زیر تربیت افراد کو ان تمام نظاموں کو قرآن کے مطابق تبدیل کرنے کیلئے ایک انقلابی جماعت کی تیاری کر رہی ہیں؟

خوب اچھی طرح غور کر لیجئے، اگر ہم اسلامی انقلاب چاہتے ہیں

تو ہمیں قرآن مجید کو صرف ایک ثواب حاصل کرنے والی کتاب ہی نہیں بلکہ **انقلابی کتاب** کے طور پر پڑھنا اور سمجھنا ہوگا ورنہ جو حال اب امت مسلمہ کا ہو رہا ہے اس سے بھی بدتر ہو سکتا ہے۔ ہم کتنے آرام وسکون سے صرف عبادات کی حد تک چند بنیادی چیزوں پر عمل کر کے مطمئن ہیں۔ ذرا مندرجہ ذیل آیات ملاحظہ فرمایئے کہ جو (تھوڑے سے فرق کے ساتھ) ہمیں جگاتی ہیں۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾

جولوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں (5:المائدۃ:44)

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۵﴾

اور جولوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی ظالم ہیں۔ (5:المائدۃ:45)

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴۷﴾

اور جولوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی فاسق ہیں۔ (5:المائدۃ:47)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

إِنَّ اللهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا، وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ

بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب (کے احکامات پر عمل کرنے) کی وجہ سے کچھ قوموں کو عروج بخشتا ہے اور اسکے احکامات کو پس پشت ڈالنے والوں کو ذلیل وخوار/پستی میں گرا دیتا ہے۔ (مسلم:817،1897)

دراصل اللہ تعالیٰ کا منشا یہ ہے کہ اس دنیا میں ایک عادلانہ نظام برپا کیا جائے اور باطل نظام کا قلع قمع کیا جائے اور تمام انبیاء کے آنے کا جو مقصد ہمیں اللہ کے کلام سے معلوم ہوا ہے وہ بھی یہی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ

ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایات کیساتھ بھیجا اور ان کیساتھ کتاب اور میزان نازل کی **تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔** (57:الحدید:25)

ایک اور جگہ تمام انبیا کرام کی آمد کا مقصد بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ

اس نے تمہارے لیے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کا حکم اس نے نوح علیہ السلام کو دیا تھا، اور جسے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب تمہاری طرف ہم نے وحی کے ذریعہ سے بھیجا ہے اور جس کی ہدایت ہم ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو دے چکے ہیں، اس تاکید کے ساتھ کہ "**قائم کرو اس دین کو**" اور اس میں متفرق نہ ہو جاؤ۔ (42:الشوریٰ:13)

آخر میں، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیں اپنے دین کے کام کیلئے چن لے اور اس انقلابی جماعت کا ساتھ دینے کی توفیق عطاء فرمائے جو کہ اقامت دین کی بنیاد پر قائم ہو۔ دین کب اور کن لوگوں کے ہاتھوں نافذ ہوتا ہے، یہ تو اللہ کو معلوم ہے لیکن ہمارا کام یہ ہے کہ ہم نہایت دیانتداری کے ساتھ اپنا اپنا حصہ اس کام میں ڈالیں، اپنی جانیں کھپائیں، اپنا مال صرف کریں، اپنی صلاحیتیں اور اپنا قیمتی وقت لگائیں اور بحیثیت امت مسلمہ کے ایک فرد ہونے کی حیثیت سے ہم اپنا فرض ادا کرتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہو کر اللہ کے ہاں سرخرو ہو جائیں۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

پوری کتاب میں حوالہ جات المکتبۃ الشاملۃ سے لئے گئے ہیں

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	مسلمانوں پر قرآن مجید کے چھ (6) حقوق
جمع وترتیب	محمد عمر خان — Designing & Setting IRFAN ASLAM
تعداد اشاعت	1000 — ایڈیشن اول — رجب 1443ھ / فروری 2022ء
پبلشرز	حی علی الفلاح® محمد عمر خان 0300-6366221 0334-6066221

سند

اس پمفلٹ کے مجموعہ میں درج ہر لفظ کو میں نے حرف بہ حرف پورے غور و خوض اور نظر عمیق سے دیکھا ہے اور میں تصدیق کرتا ہوں کہ ممکنہ حد تک مکمل مسودہ ہر قسم کے اغلاط سے مبراء ہے

فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاء **محمد زبیر شیخ** پی ایچ ڈی سکالر (علوم اسلامیہ) فاضل جامعہ محمدیہ ملتان

ملنے کا پتہ: محمد عمر خان حی علی الفلاح® پبلشرز اینڈ پرنٹرز ™

پرانی غلہ منڈی گلی بن لوہاراں، بوہڑ گیٹ ملتان

061-4586619 061-4588801 0334-6066221

mukmultan@gmail.com www.facebook.com/umarkhan061

0300-0322 0310-0347 6366221

ایچ۔اے۔ایف پبلشرز اینڈ پرنٹرز